نذیرفتح پوری بنام سلطان اختر (خطوط) ایک جائزہ

ڈاکٹرترنم

ملخص

ڈاکٹر نذیرؔ فتح پوری اردو ادب کی معتبر اور محترم شخصیت ہیں۔ان کے تقریباً ۵۳ خطوط جوانہوں نے سلطان اختر (شولا پور) کو ۱۶/ جولائی ۲۰۱۱ء تا ۱۴/ جون ۲۰۱۵ء کے درمیانی وقفے میں تحریر کیے ہیں۔جنہیں ''نذیرؔ فتح پوری بنام سلطان اختر'' کے زیرعنوان محمد یعقوب برکت اللہ نے ترتیب کر کے شائع کیے ہیں۔ان خطوط کے ذریعہ نذیرؔ فتح پوری نے اپنی ذاتی زندگی کے دلچسپ واقعات بیان کیے ہیں۔اور ساتھ ہی سلطان اختر کو کئی مفید مشوروں سے نوازا ہے،جس سے وہ اپنے فن کو نکھار اور سنوار سکیں۔اور اپنے قلم میں سنجیدگی اور تسلسل پیدا کر سکیں۔ بھائی چارا اور قومی یکجہتی کا پیغام دیتے یہ خطوط رہنمائے تعلیم جدید (ماہنامہ دہلی) کے شروعاتی دور کے بارے میں بھی اہم معلومات فراہم کرتے ہیں۔دو خطوط ایسے بھی ہیں جن میں راقمہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے میں بھی اس کتاب کا حصہ بن گئی ہوں۔

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر نذیرؔ فتح پوری اردو ادب کی معتبر اور محترم شخصیت ہیں۔ان کے تقریباً ۵۳ خطوط جوانہوں نے سلطان اختر (شولا پور) کو ۱۶/ جولائی ۲۰۱۱ء تا ۱۴/ جون ۲۰۱۵ء کے درمیانی وقفے میں تحریر کیے ہیں۔جنہیں ''نذیرؔ فتح پوری بنام سلطان اختر'' کے زیرعنوان محمد یعقوب برکت اللہ نے ترتیب کر کے شائع کیے ہیں۔ان خطوط کے ساتھ ایک سوال نامہ بھی ہے جس میں سلطان اختر نے نذیرؔ فتح پوری سے ادب، فکشن، تحقیق اور دوسرے اہم موضوعات پر ان کے خیالات جاننے کی کوشش کی ہے۔ان خطوط میں نذیرؔ فتح پوری کی افسانچہ نگاری، اردو شاعری میں خط، ان کی محبوب صنف ادب، جگن ناتھ آزاد اور کالی داس گپتا رضاؔ سے ان کے تعلقات، ان کے ادبی منصوبے وغیرہ سے متعلق سوالات کیے گئے ہیں۔جن کا نذیرؔ فتح پوری نے باقاعدہ اور مفصل جواب تحریر کیا ہے۔ان خطوط

کے ذریعہ اردو ادب کی مشہور اور معروف شخصیات مثلاً شمس الرحمٰن فاروقی، گوپی چند نارنگ، جگن ناتھ آزاد، کالی داس گپتا رضاؔ، اور عتیق اللہ عتیق سے متعلق اہم معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں۔

ان خطوط سے نذیرؔ فتح پوری کی شخصیت اور فن کے اہم پہلو اجاگر ہوتے ہیں۔ جیسے سلطان اختر کے سوال ''ادب کیا ہے؟'' کا جواب دیتے ہوئے وہ بتاتے ہیں کہ۔

''ادب محض شاعری اور افسانہ نگاری کا نام نہیں بلکہ ایک مکمل تہذیب کا نام ہے۔ ادب سے متعلق یہ شعر کہیں پڑھا یا سنا تھا ۔

ادب ہی سے انسان انسان ہے ادب جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے

اس شعر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ادب کیا ہے، اس کا رنگ و روپ کیا ہے، ادب آدمی کو انسان بناتا ہے۔ جس آدمی میں ادب نہیں ہوتا اسے حیوان کہا گیا ہے۔''(۱)

اسی طرح سلطان اختر کے سوال '' آپ کے افسانوں کا محور کیا ہے؟'' کے جواب میں نذیرؔ فرماتے ہیں۔

''میں نے جو اور جتنے افسانے لکھے ہیں ان کا محور انسان کی زندگی اور حالات ہی ہیں۔ میں نے جب بھی کوئی افسانہ اٹھایا ہے اپنے اردگرد سے اٹھایا ہے۔ میں عقل کو حیران اور قاری کو پریشان کرنے والے افسانے لکھنے کے حق میں نہیں ہوں ۔ ایسے افسانے مجھے متاثر نہیں کرتے جو صرف چونکانے کا کام کرتے ہوں۔ آسمان پر پرواز کرنے والے کرداروں سے زیادہ میں ان کرداروں کو پسند کرتا ہوں جو زمین پر چلتے ہیں، جو چل نہیں سکتے وہ رینگتے ہیں لیکن زمین سے اپنا رشتہ نہیں توڑتے۔''(۲)

ان خطوط کے ذریعہ نذیرؔ فتح پوری نے اپنی ذاتی زندگی کے دلچسپ واقعات بیان کیے ہیں۔ اور ساتھ ہی سلطان اختر کو کئی مفید مشوروں سے نوازا ہے، جس سے وہ اپنے فن کو نکھار اور سنوار سکیں۔ اور اپنے قلم میں سنجیدگی اور تسلسل پیدا کر سکیں۔ بھائی چارا اور قومی یکجہتی کا پیغام دیتے یہ خطوط رہنمائے تعلیم جدید (ماہنامہ دہلی) کے

شروعاتی دور کے بارے میں بھی اہم معلومات فراہم کرتے ہیں۔ دو خطوط ایسے بھی ہیں جن میں راقمہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے میں بھی اس کتاب کا حصہ بن گئی ہوں۔

نذیر فتح پوری کی خطوط نگاری پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب سلطان اختر کا خیال ہے۔

''نذیر صاحب کے اکثر خطوط میں افسانوی طرز تحریر اپنایا گیا ہے۔ یہ ان کا پسندیدہ اسلوب ہے۔ یہی اسلوب قاری کو ان کی تحریر پڑھنے پر آمادہ کرتا ہے۔'' (۳)

پھر آگے فرماتے ہیں۔

''زیر مطالعہ خطوط میں آپ کی نثر کا حسن کچھ اور نکھرا نظر آتا ہے۔ آپ کے خطوط کا انداز دلچسپ اور دلکش ہوتا ہے۔ خط کی تحریر پڑھتے وقت پورا منظر آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا ہے۔ آپ کی شخصیت کی طرح آپ کی تحریر بھی سلجھی ہوئی ہے۔ اسی لیے خط پڑھنے میں دقت محسوس نہیں ہوتی۔'' (۴)

یہی وجہ ہے کہ سلطان اختر صاحب نے نذیر فتح پوری سے ان خطوط کی اشاعت کے لیے اجازت مانگی اور ان کی اجازت پا کر انہیں شائع کروا دیا۔ ان خطوط کی خوبیاں اجاگر کرتے ہوئے جناب محمد یعقوب برکت اللہ فرماتے ہیں۔

''ان مکتوبات میں حالات کی عکاسی ہے۔ ماحول کی تصویریں ہیں۔ ادبی دنیا کے کچھ انکشافات بھی ہیں۔ بعض خطوط سفر کے دوران سپرد قلم کیے ہوئے ہیں۔ اس لیے ایک طرح سے وہ سفر کی روداد بھی بن گئے ہیں۔'' (۵)

خطوط کی یہی خوبیاں انہیں اہم بناتی ہیں۔ مبارک باد کے مستحق ہیں محمد یعقوب برکت اللہ جنھوں نے ان خطوط کی ترتیب کے فرائض انجام دیے۔ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ڈاکٹر شبیر اقبال فرماتے ہیں۔

’’آپ (محمد یعقوب برکت اللہ) کی شخصیت دھوپ میں مسافروں کے لیے ایک سایہ دار شجر کی مثال ہے۔آپ کے لیے کہا جاتا ہے کہ آپ سسکتی، دم توڑتی اور مٹتی ہوئی تہذیب کے لیے سرمایۂ حیات ہیں۔ آپ نے گلشن ہستی کی روش روش پر محبتوں کے پھول کھلائے ہیں،خلوص کے چراغ جلائے ہیں اور زندگی کی دشوار گزار راہوں کو اپنے عزائم سے مسخر کر کے مسافرانِ وفا کے لیے آسانیاں پیدا کی ہیں۔ زیر مطالعہ مکتوبات مرتب کر کے ایک فراموش کردہ ادبی مشن کو آگے بڑھانے کا کام کیا۔‘‘(۶)

اس کے ساتھ ہی میں سلطان اختر صاحب کو بھی مبارک باد پیش کرنا چاہوں گی جنہوں نے نذیرؔ فتح پوری سے ان کی مصروفیات کے باوجود اپنے سوالات کے جوابات تحریری شکل میں حاصل کر لیے۔ ۱۳۱ صفحات پر مشتمل یہ تصنیف جسے مہر فاؤنڈیشن دھولیہ مہاراشٹر نے شائع کیا ہے، سرورق بھی خوب صورت ہے۔ پروف ریڈنگ کی کچھ ایک غلطیاں ہیں لیکن اس سے کتاب کی اہمیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ کتاب خطوط نگاری کی دم توڑتی ہوئی تہذیب کو جلا بخشنے کے مشن میں ایک اہم کڑی ثابت ہوگی اور اردو ادب سے دلچسپی رکھنے والوں کو یقیناً پسند آئے گی۔

کتابیات

(۱) نذیرؔ فتح پوری بنام سلطان اختر (خطوط)، محمد یعقوب برکت اللہ (مرتب)، ص۔۱۱، ۲۰۱۵ء

(۲) نذیرؔ فتح پوری بنام سلطان اختر (خطوط)، محمد یعقوب برکت اللہ (مرتب)، ص۔۱۲۔۱۳، ۲۰۱۵ء

(۳) نذیرؔ فتح پوری بنام سلطان اختر (خطوط)، محمد یعقوب برکت اللہ (مرتب)، ص۔۹، ۲۰۱۵ء

(۴) نذیرؔ فتح پوری بنام سلطان اختر (خطوط)، محمد یعقوب برکت اللہ (مرتب)، ص۔۹، ۲۰۱۵ء

(۵) نذیرؔ فتح پوری بنام سلطان اختر (خطوط)، محمد یعقوب برکت اللہ (مرتب)، ص۔۳۔۴، ۲۰۱۵ء

(۶) نذیرؔ فتح پوری بنام سلطان اختر (خطوط)، محمد یعقوب برکت اللہ (مرتب)، ص۔ پسِ پشت، ۲۰۱۵ء